Allama Iqbal Open University AIOU BS Islamic Studies Solved Assignment No 1 Autumn 2025 Pdf
Code 4934 Islamic Law of Heirship

سوال نمبر *1* - علم سیرت کے مفہوم، آغاز و ارتقاء اور تدوین پر تفصیلی مضمون

علم سیرت کا مفہوم

لفظ "سیرت" عربی زبان سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے "چلنے کا طریقہ"، "حالت" یا "طرزِ زندگی"۔ اصطلاحی معنوں میں سیرت سے مراد نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ اور ان کی روشنی میں دین کو سمجھنا ہے۔ سیرت کا تعلق صرف آپ ﷺ کی عبادات یا تبلیغ تک محدود نہیں بلکہ آپ کے اخلاق، معاملات، معاہدات، سیاسی و عسکری حکمت عملی، معاشرتی تعلقات، تعلیمی سرگرمیاں اور اصلاحی اقدامات سب اس کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔

علم سیرت دراصل وہ علم ہے جس کے ذریعے انسان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف حالات میں کس طرح عمل کیا اور اپنی امت کے

لیے کیسا نمونہ چھوڑا۔ قرآن کریم نے بھی نبی اکرم ﷺ کی ذات کو "اسوہ حسنہ" قرار دیا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب: 21)
یقینا تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

لہٰذا سیرت کا مطالعہ امت کے لیے لازمی ہے تاکہ وہ دین کو عملی صورت میں سمجھ سکے اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کو اس کے مطابق ڈھال سکے۔

علم سیرت کی ضرورت و اہمیت

1. **اسوہ حسنہ کی معرفت**: قرآن نے رسول اللہ ﷺ کو نمونہ قرار دیا، اس لیے سیرت کا علم حاصل کیے بغیر امت کے لیے قرآن پر عمل ممکن نہیں۔

2. **دین کی عملی وضاحت**: شریعت کے کئی احکام نبی اکرم ﷺ کے قول و فعل سے سمجھ آتے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی عملی صورت۔

3. **اصلاحِ اخلاق**: سیرت کا مطالعہ انسان کو نرم دلی، ایثار، صبر، شجاعت اور عدل جیسے اوصاف سکھاتا ہے۔

4. **دعوت و تبلیغ کا طریقہ**: آپ ﷺ نے کس طرح کفار و اہل کتاب سے مکالمہ کیا اور کس حکمت عملی سے اسلام پھیلایا، یہ سیرت ہی بتاتی ہے۔

5. **اجتماعی نظام کی تشکیل**: ریاستِ مدینہ کا قیام، دستورِ مدینہ، غزوات و سرایا، اور معاہدات کے اصول سیرت سے اخذ ہوتے ہیں۔

علم سیرت کا آغاز

علم سیرت کا آغاز دراصل رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی سے ہو گیا تھا۔

- صحابہ کرامؓ آپ کے اقوال و افعال کو نہ صرف یاد کرتے بلکہ دوسروں تک پہنچاتے بھی تھے۔

- بعض صحابہ جیسے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ نے سیرت کے بہت سے واقعات محفوظ کیے۔

- آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے مدینہ، کوفہ، بصرہ اور دیگر مراکز میں سیرت کے واقعات بیان کیے۔

یعنی سیرت کا پہلا ماخذ صحابہ کرام کی زبانی روایات ہیں جو بعد میں مدون ہوئیں۔

علم سیرت کا ارتقاء

عہد صحابہؓ

اس دور میں سیرت زیادہ تر زبانی روایت کی صورت میں تھی۔ لوگ مختلف مسائل کے وقت صحابہ سے دریافت کرتے اور وہ آپ ﷺ کی زندگی سے واقعات سناتے۔

عہد تابعینؒ

تابعین نے صحابہ سے سن کر سیرت کے واقعات آگے پہنچائے۔ اسی زمانے میں یہ علم باقاعدہ طور پر جمع ہونا شروع ہوا۔

پہلی باقاعدہ کتابت

سیرت کی ابتدائی تدوین کا سہرا چند بزرگوں کے سر ہے:

- **عروہ بن زبیرؒ (م 94ھ)**: انہوں نے سیرت پر خطوط لکھے اور اہم مواد جمع کیا۔
- **وہب بن منبہؒ (م 110ھ)**: ان کے ہاں بھی سیرت کے کئی روایات محفوظ ہوئیں۔
- **ابان بن عثمانؒ (م 105ھ)**: انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ کی حیات پر کچھ تحریری کام کیا۔

دوسری صدی ہجری

یہ دور علم سیرت کی باقاعدہ تدوین کا زمانہ ہے۔

- **محمد بن اسحاق (م 150ھ)**: انہوں نے "كتاب السير والمغازي" لکھی، جو سیرت کی سب سے پہلی جامع کتاب ہے۔

- **ابو معشر السندیؒ (م *170*ھ)** اور دیگر محدثین نے بھی سیرت پر تصانیف کیں۔

تیسری صدی ہجری

- **ابن ہشام (م *218*ھ)**: انہوں نے ابن اسحاق کی کتاب کو اختصار کے ساتھ مرتب کیا، جو "السیرۃ النبویۃ لابن ہشام" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ آج تک بنیادی ماخذ ہے۔

- **واقدی (م *207*ھ)**: ان کی کتاب "کتاب المغازی" سیرت اور غزوات پر ایک اہم ماخذ ہے۔

- **ابن سعد (م *230*ھ)**: ان کی تصنیف "الطبقات الکبریٰ" میں سیرت کے ساتھ ساتھ صحابہ و تابعین کے حالات بھی شامل ہیں۔

چوتھی صدی ہجری اور بعد

- **طبری (م *310*ھ)**: ان کی "تاریخ الامم والملوک" میں سیرت کا تفصیلی ذکر ہے۔

- بعد کے ادوار میں ابن کثیر، ابن قیم، ابن حجر، ذہبی اور دیگر علماء نے سیرت پر مفصل کام کیا۔

سیرت کی تدوین کے مراحل

1. **زبانی روایت کا مرحلہ**: صحابہ اور تابعین نے زبانی طور پر سیرت کے واقعات بیان کیے۔

2. **ابتدائی تحریری مرحلہ**: عروہ بن زبیر اور ان کے ہم عصر افراد نے خطوط و کتب کی شکل میں جمع کیا۔

3. **جامع تدوین کا مرحلہ**: ابن اسحاق اور ان کے بعد آنے والوں نے سیرت کو باقاعدہ کتابی صورت میں جمع کیا۔

4. **تنقیدی و تحقیقی مرحلہ**: محدثین اور مورخین نے صحیح اور ضعیف روایات کی جانچ کی اور مستند سیرت مرتب کی۔

علم سیرت کی خصوصیات

1. **جامعیت**: سیرت میں انسانی زندگی کے تمام پہلو شامل ہیں۔

2. **مستند ماخذ**: سیرت قرآن، حدیث اور تاریخی روایات پر مبنی ہے۔

3. **تربیتی پہلو**: یہ علم محض تاریخ نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت کا ذریعہ ہے۔

4. **عملی رہنمائی**: سیرت کی روشنی میں فرد، خاندان اور ریاست کے مسائل کا حل نکلتا ہے۔

نتیجہ

علم سیرت وہ عظیم علم ہے جس کے بغیر اسلام کو سمجھنا ناممکن ہے۔ اس کا آغاز نبی کریم ﷺ کی حیات ہی سے ہوا، پھر صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے اسے آگے منتقل کیا۔ بعد میں محدثین اور مورخین نے اسے مدون اور مرتب کر کے امت تک پہنچایا۔ آج جو سیرت کی کتب ہمارے پاس موجود ہیں وہ صدیوں کی محنت اور امت کی علمی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ سیرت نہ صرف مذہبی رہنمائی فراہم کرتی ہے بلکہ دنیاوی اور اجتماعی مسائل کے حل کے لیے بھی بہترین راہنمائی پیش کرتی ہے۔

سوال نمبر 2 - یونٹ نمبر دو کا جامع خلاصہ

تمہید

یونٹ نمبر دو میں بنیادی طور پر "علم سیرت" کے مفہوم، اس کی اہمیت، اس کے آغاز و ارتقاء، تدوین کے مراحل اور بعد کے ادوار میں ہونے والے علمی کام کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ اس یونٹ میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ سیرت محض تاریخی معلومات کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ دینِ اسلام کی عملی وضاحت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی دراصل قرآنِ حکیم کی عملی

تفسیر ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کے لیے سیرت کا مطالعہ صرف تاریخی دلچسپی نہیں بلکہ دینی ضرورت اور ایمانی تقاضا ہے۔

سیرت کا مفہوم اور تعریف

لغوی مفہوم

"سیرت" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "چلنے کا طریقہ"، "حالت"، یا "طرزِ عمل"۔ عربوں کی زبان میں یہ لفظ کسی شخص کے عمومی رویے اور زندگی کے طرز کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم

اسلامی اصطلاح میں "سیرت" سے مراد نبی کریم ﷺ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا ہے۔ اس میں آپ کے اقوال، افعال، اخلاق، عادات، گھریلو زندگی، تبلیغی سرگرمیاں، سیاسی اقدامات، معاشرتی تعلقات، جنگی حکمت عملی، معاہدات اور تعلیمات سب شامل ہیں۔

قرآن کی روشنی میں سیرت کی اہمیت

قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو "اسوہ حسنہ" قرار دیا ہے:

> "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب: 21)
> یقیناً رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

اس آیت سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ دین کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے سیرت کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

علم سیرت کی ضرورت و اہمیت

1. **اسوہ حسنہ کی پہچان**: قرآن کے عملی پہلو کو سمجھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے رجوع کرنا لازمی ہے۔

2. **دینی احکام کی وضاحت**: نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسے ارکان کی عملی صورت سیرت سے ہی معلوم ہوتی ہے۔

3. **اخلاقی تربیت**: سیرت انسان کو صبر، حلم، شجاعت، ایثار اور عدل جیسی صفات سکھاتی ہے۔

4. **دعوت و تبلیغ کا اسلوب**: آپ ﷺ نے کس طرح کفار اور اہل کتاب سے مکالمہ کیا، کس حکمت سے اسلام پھیلایا، یہ سب سیرت میں موجود ہے۔

5. **معاشرتی و ریاستی رہنمائی**: مدینہ کی اسلامی ریاست کا قیام، دستور مدینہ، صلح حدیبیہ اور دیگر سیاسی و اجتماعی واقعات سیرت کا حصہ ہیں۔

آغازِ سیرت

عہدِ نبوی ﷺ

سیرت کا آغاز نبی کریم ﷺ کے زمانے ہی سے ہو گیا تھا۔ صحابہ کرامؓ آپ کے ہر عمل اور قول کو بغور دیکھتے اور یاد کرتے۔ وہ ان واقعات کو دوسروں تک پہنچاتے اور بعض نے انہیں تحریری طور پر بھی محفوظ کیا۔

- حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سیرت کے بڑے راویوں میں شمار ہوتے ہیں۔

- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے "الصحیفۃ الصادقۃ" کے نام سے آپ کی باتیں لکھ کر محفوظ کیں۔

عہدِ صحابہؓ کے بعد

آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور وہاں رہنے والے لوگوں کو سیرت سناتے رہے۔ اس طرح سیرت زبانی روایت کے ذریعے مختلف علاقوں میں پھیلی۔

سیرت کا ارتقاء اور تدوین

1. عہد صحابہؓ

- اس زمانے میں زیادہ تر سیرت زبانی طور پر منتقل ہوئی۔

- صحابہ کرامؓ نے واقعات کو یاد رکھا اور امت تک پہنچایا۔

2. عہد تابعینؒ

- تابعین نے صحابہ سے سیرت سیکھ کر آگے بڑھائی۔

- عروہ بن زبیرؒ (م *94ھ*)، وہب بن منبہؒ (م *110ھ*)، اور ابان بن عثمانؒ (م *105ھ*) نے سیرت کے بعض حصے تحریری شکل میں جمع کیے۔

3. ابتدائی جامع کتب

- **محمد بن اسحاقؒ (م *150ھ*)**: انہوں نے "کتاب السیر والمغازی" لکھی جو سیرت کی پہلی جامع کتاب کہلاتی ہے۔

- ان کی کتاب میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کے تمام مراحل بیان ہوئے، البتہ بعد میں اس پر بعض تنقیدیں بھی کی گئیں۔

4. تیسری صدی ہجری کی کوششیں

- **ابن ہشامؒ (م *218ھ*)**: انہوں نے ابن اسحاق کی کتاب کو مرتب اور مختصر کیا، جو "السیرۃ النبویۃ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب آج بھی بنیادی ماخذ ہے۔

- **واقدی (م *207ھ*)**: انہوں نے "کتاب المغازی" لکھی جس میں غزوات اور جنگی پہلوؤں کی تفصیل ہے۔

- **ابن سعد (م *230ھ*)**: ان کی کتاب "الطبقات الکبریٰ" نہ صرف نبی ﷺ کی سیرت بلکہ صحابہ اور تابعین کی زندگیوں پر بھی مشتمل ہے۔

5. چوتھی صدی اور بعد کے ادوار

- **امام طبری (م 310ھ)**: انہوں نے "تاریخ الامم والملوک" لکھی جس میں سیرت کے اہم پہلو شامل ہیں۔

- **ابن کثیر (م 774ھ)**: ان کی "البدایہ والنہایہ" میں سیرت کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

- بعد کے ادوار میں ابن حجر، ذہبی، ابن قیم اور دیگر علماء نے سیرت پر تحقیقی اور تنقیدی کام کیا۔

سیرت کی تدوین کے مراحل

1. **زبانی روایت**: سب سے پہلا ذریعہ صحابہ کرامؓ کی زبانی بیان کردہ روایات تھیں۔

2. **ابتدائی تحریر**: تابعین کے دور میں خطوط اور مجموعوں کی شکل میں سیرت لکھی گئی۔

3. **جامع تدوین**: دوسری صدی ہجری میں ابن اسحاقؒ اور دیگر علماء نے سیرت کو باقاعدہ کتابی شکل دی۔

4. **تنقیدی دور**: محدثین نے صحیح و ضعیف روایات کی جانچ کی اور مستند کتب تیار کیں۔

سیرت کی خصوصیات

- **جامعیت**: سیرت میں مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، سیاسی اور عسکری سب پہلو شامل ہیں۔
- **عملی رہنمائی**: سیرت امت کو زندگی کے ہر میدان میں راہنمائی فراہم کرتی ہے۔
- **اصلاحی پہلو**: سیرت انسان کی روحانی اور اخلاقی تربیت کرتی ہے۔
- **مستند ماخذ**: سیرت قرآن اور حدیث کی عملی تفسیر ہے، اس لیے مستند اور معتبر ہے۔

خلاصہ

یونٹ نمبر دو میں علم سیرت کی بنیادیں، اس کا مفہوم، اہمیت، آغاز، ارتقاء اور تدوین کے مراحل کو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ سیرت کا آغاز نبی کریم ﷺ کے زمانے سے ہی ہو گیا تھا، صحابہ کرامؓ نے اسے زبانی اور تحریری دونوں صورتوں میں محفوظ کیا، تابعین نے اسے آگے بڑھایا، اور بعد میں علماء نے اسے باقاعدہ کتابی شکل میں مرتب کیا۔ ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی اور ابن سعد جیسے مؤرخین نے اس علم کو دوام بخشا۔ بعد کے ادوار میں محدثین اور مورخین نے مزید تنقید و تحقیق کر کے مستند سیرت مرتب کی۔ آج یہ علم نہ صرف دینی رہنمائی کا ذریعہ ہے بلکہ مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کے حل کے لیے بھی مشعلِ راہ ہے۔

سوال نمبر 3 - فضائی اور صوتی آلودگی کی وجوہات اور ان کے حل پر سیرت طیبہ کی روشنی میں جامع نوٹ تحریر کریں

فضائی اور صوتی آلودگی کا تعارف

فضائی اور صوتی آلودگی جدید دنیا کے بڑے مسائل میں سے ہیں۔ فضائی آلودگی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہوا میں مضر صحت ذرات، دھواں، زہریلی گیسیں اور کاربن ڈائی آکسائیڈ، کاربن مونو آکسائیڈ، نائٹروجن آکسائیڈ جیسی گیسیں شامل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح صوتی آلودگی زیادہ شور، مشینوں کی آواز، ٹریفک کے شور اور غیر ضروری ہنگاموں کے باعث پیدا ہوتی ہے۔ یہ دونوں آلودگیاں انسان کی صحت، سماجی سکون، اور ماحول کے توازن کے لیے تباہ کن اثرات رکھتی ہیں۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس نے انسان کو ماحول کی حفاظت اور سکون کو قائم رکھنے کی ہدایت دی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ ہمیں ایسے اصول فراہم کرتی ہے جن پر عمل کر کے ہم فضائی اور صوتی آلودگی جیسے مسائل پر قابو پا سکتے ہیں۔

فضائی آلودگی کی وجوہات

1. **صنعتی ترقی اور فیکٹریوں کا دھواں**
   جدید صنعتوں سے نکلنے والا دھواں اور زہریلی گیسیں فضا کو آلودہ کرتی ہیں اور سانس کی بیماریوں کا باعث بنتی ہیں۔

2. **ٹریفک اور گاڑیوں کا دھواں**
   شہروں میں گاڑیوں کی بہتات اور انجن کے دھویں نے فضائی آلودگی کو

کئی گنا بڑھا دیا ہے۔

3. **درختوں کی کٹائی**
درخت ماحول کو صاف رکھنے کے سب سے بڑے ذرائع ہیں۔ جب جنگلات کاٹ دیے جائیں تو کاربن ڈائی آکسائیڈ زیادہ ہو جاتی ہے اور آلودگی بڑھتی ہے۔

4. **کچرے کا جلانا**
شہروں میں کوڑا کرکٹ کو آگ لگا دینے سے زہریلا دھواں پیدا ہوتا ہے جو فضا کو نقصان پہنچاتا ہے۔

صوتی آلودگی کی وجوہات

1. **ٹریفک کا شور**
شہروں میں گاڑیوں کے ہارن اور ٹریفک کا شور انسانی سکون کو متاثر کرتا ہے۔

2. **مشینوں اور صنعتوں کا شور**
کارخانوں اور مشینری کی آوازیں مستقل شور پیدا کرتی ہیں جو صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔

3. **غیر ضروری چیخ و پکار**
بلند آواز سے بولنا یا غیر ضروری چیخنا چلانا سماجی شور کی صورت

اختیار کر لیتا ہے۔

4. **آتش بازی اور لاؤڈ اسپیکر کا بے جا استعمال**
تقریبات میں آتش بازی اور لاؤڈ اسپیکر کے غلط استعمال نے صوتی آلودگی کو بڑھا دیا ہے۔

آلودگی کے اثرات

1. **صحت پر اثرات**
سانس کی بیماریاں، دمہ، دل کے امراض اور سماعت کی کمزوری آلودگی کے نتیجے میں بڑھتی ہیں۔

2. **سماجی اثرات**
شور سے لوگوں کے اعصاب پر دباؤ بڑھتا ہے، لڑائی جھگڑے اور ذہنی تناؤ پیدا ہوتا ہے۔

3. **ماحولیاتی اثرات**
فضائی آلودگی موسموں کے توازن کو بگاڑ دیتی ہے، گلوبل وارمنگ اور ماحولیاتی تبدیلیوں کو بڑھاتی ہے۔

سیرت طیبہ کی روشنی میں فضائی اور صوتی آلودگی کا حل

1. صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الطہور شطر الایمان" یعنی صفائی ایمان کا نصف ہے۔ آپ ﷺ نے ماحول کو پاکیزہ رکھنے کی تاکید کی، راستوں، رہائش گاہوں اور بستیوں میں گندگی پھینکنے سے منع فرمایا۔ یہ تعلیم فضائی آلودگی کو کم کرنے کا بنیادی اصول ہے۔

2. درخت لگانے کی ترغیب

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان درخت لگاتا ہے اور اس سے کوئی پرندہ یا انسان فائدہ اٹھاتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔" یہ تعلیم اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ درخت آلودگی کو ختم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

3. شور سے اجتناب

رسول اللہ ﷺ نے بے جا شور و غل کو ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ مؤمن وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ شور شرابہ دوسروں کے سکون کو چھین لیتا ہے لہٰذا اسلام میں اس کی ممانعت ہے۔

4. میانہ روی کی تعلیم

سیرت طیبہ میں اسراف سے بچنے اور میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ اصول توانائی، وسائل اور ایندھن کے صحیح استعمال میں مدد دیتا ہے جس سے فضائی آلودگی کم ہو سکتی ہے۔

5. پانی اور ہوا کو ناپاک کرنے کی ممانعت

رسول اکرم ﷺ نے بہتے ہوئے پانی اور کھڑے پانی میں گندگی ڈالنے سے منع فرمایا۔ یہ اصول آج کے ماحولیاتی قوانین سے بھی زیادہ جامع ہے۔ اس سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ ماحول کو پاک رکھنا دینی فریضہ ہے۔

معاشرتی اور حکومتی سطح پر اقدامات

1. حکومت کو چاہیے کہ صنعتوں اور گاڑیوں سے نکلنے والے دھویں کو کنٹرول کرے۔

2. درخت لگانے کی مہم چلائی جائے تاکہ شہروں میں آکسیجن کی مقدار بڑھے۔

3. لاؤڈ اسپیکر، آتش بازی اور شور پیدا کرنے والے آلات پر سخت پابندی ہو۔

4. اسکولوں اور مساجد میں ماحول کی حفاظت کے بارے میں شعور اجاگر کیا جائے۔

نتیجہ

فضائی اور صوتی آلودگی انسانی صحت اور معاشرتی سکون کے لیے بہت بڑا خطرہ ہیں۔ سیرت طیبہ ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ صفائی، درخت لگانا، شور سے بچنا اور میانہ روی اختیار کرنا ایسے اصول ہیں جن پر عمل کر کے ہم ان آلودگیوں پر قابو پا سکتے ہیں۔ اسلام کا یہ سبق ہے کہ انسان ماحول کی حفاظت کرے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اس کی حفاظت دراصل ایمان کا تقاضا ہے۔

سوال نمبر 4 - دستور مدینہ کے سماجی اثرات اور معاہدات نبوی پر تفصیلی نوٹ لکھیں

دستور مدینہ کا تعارف

جب نبی اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں مختلف قبائل، مذاہب اور گروہ آباد تھے۔ ان میں مہاجرین، انصار، یہود اور دیگر قبائل شامل تھے۔ ان سب کے درمیان اختلافات اور باہمی جھگڑے عام تھے۔ ایسے ماحول میں ایک ایسا معاہدہ تشکیل دینا ضروری تھا جو سب کو متحد کرے اور معاشرے میں امن قائم کرے۔ اسی پس منظر میں آپ ﷺ نے ایک تاریخی

معاہدہ مرتب فرمایا جو "دستور مدینہ" یا "میثاق مدینہ" کہلاتا ہے۔ اسے دنیا کا پہلا تحریری آئین کہا جا سکتا ہے جس نے مختلف گروہوں کو ایک قوم اور ایک ریاستی ڈھانچے میں جوڑ دیا۔

دستور مدینہ کی بنیادی دفعات

1. سب لوگ خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ایک ہی امت شمار ہوں گے اور اجتماعی نظام میں برابر کے شریک ہوں گے۔

2. مسلمانوں اور یہود کے درمیان پرامن تعلقات قائم رہیں گے اور ہر فریق کو اپنے مذہب پر عمل کی آزادی ہوگی۔

3. دشمن کے حملے کی صورت میں سب لوگ مل کر مدینہ کا دفاع کریں گے۔

4. انصاف سب کے لیے ہوگا اور کسی پر ظلم یا زیادتی نہیں ہوگی۔

5. خون بہا اور دیت کے معاملات قبائلی اصولوں کے مطابق طے کیے جائیں گے لیکن اجتماعی نظم کے ساتھ۔

6. نبی اکرم ﷺ کو ریاست مدینہ کا سربراہ اور ثالث مانا جائے گا۔

دستور مدینہ کے سماجی اثرات

***1.* مذہبی رواداری اور آزادی**

دستور مدینہ نے یہ اصول دیا کہ ہر شخص کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہے۔ یہود، مسلمان اور دیگر مذاہب کو کھلے دل سے اپنی عبادت اور رسومات ادا کرنے کی اجازت تھی۔ اس سے معاشرے میں مذہبی رواداری پیدا ہوئی۔

2. سماجی اتحاد اور یکجہتی

اس معاہدے نے مختلف قبائل اور گروہوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ اس سے پہلی بار مدینہ میں ایک منظم سماجی ڈھانچہ وجود میں آیا جو قبائلی نظام کی بجائے اجتماعی نظام پر مبنی تھا۔

3. عدل و انصاف کا قیام

دستور مدینہ کی دفعات میں عدل کو بنیادی اہمیت دی گئی۔ کسی بھی شخص یا قبیلے کو دوسرے پر ظلم کرنے کی اجازت نہ تھی۔ یہ اصول معاشرتی سکون اور بھائی چارے کے قیام کا سبب بنے۔

4. حقوق و فرائض کی وضاحت

یہ دستور افراد اور گروہوں کے درمیان حقوق و فرائض کا تعین کرتا تھا۔ اس سے معاشرے میں ذمہ داری کا شعور اجاگر ہوا اور لوگ اپنے اعمال کے جواب دہ بنے۔

5. امن و امان کا قیام

معاہدے کے مطابق سب لوگ مل کر مدینہ کی حفاظت کرتے اور ایک دوسرے کے دشمنوں سے نمٹتے۔ اس سے مدینہ ایک پرامن اور محفوظ معاشرہ بن گیا۔

6. کمزور طبقات کا تحفظ

سیرت طیبہ کی روشنی میں دستور مدینہ نے کمزوروں، یتیموں اور بیواؤں کے حقوق کی حفاظت کی۔ یہ بات واضح کر دی گئی کہ کوئی قبیلہ یا طاقتور فرد کمزور پر ظلم نہیں کر سکتا۔

معاہدات نبوی ﷺ کی اہمیت اور اثرات

1. معاہدہ حدیبیہ

یہ معاہدہ 6 ہجری میں مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان ہوا۔ بظاہر یہ مسلمانوں کے لیے نقصان دہ نظر آتا تھا لیکن حقیقت میں یہ اسلام کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنا۔ اس معاہدے سے مسلمانوں کو دعوت دین کا موقع ملا اور کثیر تعداد میں لوگ اسلام لے آئے۔

2. معاہدہ خیبر

یہ معاہدہ یہودیوں کے ساتھ ہوا جس کے تحت انہیں زمین پر کاشت کرنے کی اجازت دی گئی اور پیداوار کا ایک حصہ مسلمانوں کو دینا طے ہوا۔ اس سے معاشی استحکام پیدا ہوا۔

3. معاہدہ نجران

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے معاہدہ کیا جس کے تحت انہیں مذہبی آزادی دی گئی اور ان کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا۔ یہ معاہدہ مذہبی رواداری کی بہترین مثال ہے۔

معاہدات نبوی کے سماجی اثرات

1. **بین المذاہب ہم آہنگی**: مسلمانوں، یہود اور عیسائیوں کے درمیان پرامن تعلقات قائم ہوئے۔

2. **انصاف کا فروغ**: نبی اکرم ﷺ نے ہر معاہدے میں عدل کو بنیاد بنایا۔

3. **امن و سکون کا قیام**: مختلف دشمنیوں اور جھگڑوں کے باوجود معاہدات نے صلح اور سکون کو بڑھایا۔

4. **معاشرتی ترقی**: امن قائم ہونے سے معاشی اور سماجی ترقی کے مواقع پیدا ہوئے۔

5. **سیاسی استحکام**: معاہدات کے ذریعے ریاست مدینہ سیاسی اعتبار سے مضبوط ہوئی۔

نتیجہ

دستور مدینہ اور معاہدات نبوی ﷺ نے دنیا کو یہ سبق دیا کہ ایک منظم، پرامن اور انصاف پر مبنی معاشرہ کیسے قائم کیا جا سکتا ہے۔ یہ معاہدے نہ صرف اس وقت کے لیے مفید تھے بلکہ آج کے جدید معاشروں کے لیے بھی رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ دستور مدینہ کے سماجی اثرات آج بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انسانیت کے لیے ایسا نظام عطا کیا جو عدل، مساوات، رواداری اور بھائی چارے پر مبنی ہے۔

سوال نمبر 5 - عہد نبوی کی سیاست کاری کے اصولوں پر مفصل نوٹ تحریر کریں

سیاست کا عمومی تصور اور عہد نبوی کا پس منظر

سیاست کا مطلب صرف حکومت کرنا یا طاقت کے بل پر حکم چلانا نہیں بلکہ معاشرتی نظم و نسق قائم کرنا، انسانوں کے باہمی تعلقات کو عدل و انصاف کے اصولوں پر استوار کرنا، رعایا کے حقوق کی حفاظت کرنا اور امن قائم رکھنا ہے۔ بعثت نبوی سے قبل عرب کی سیاست قبیلوی بنیادوں پر قائم تھی، جہاں طاقتور کمزور کو دباتے اور جنگ و جدل عام تھا۔ ایسے ماحول میں نبی اکرم ﷺ نے سیاست کو ایک بالکل نیا اور جامع تصور دیا۔ آپ ﷺ نے سیاست کو عبادت کا حصہ بنا دیا اور یہ بتایا کہ حکمرانی کا اصل مقصد لوگوں کو فلاح و بہبود فراہم کرنا اور معاشرے کو ظلم و فساد سے پاک کرنا ہے۔

عہد نبوی میں سیاست کاری کی بنیاد قرآن و سنت کی ہدایات پر رکھی گئی۔ قرآن نے بار بار عدل، احسان، مشاورت اور مساوات کی تعلیم دی اور رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کے ہر پہلو میں ان اصولوں کو عملی جامہ پہنایا۔

عہد نبوی کی سیاست کاری کے بنیادی اصول

1. توحید پر مبنی سیاسی نظام

عہد نبوی کی سیاست کا سب سے پہلا اور اہم اصول اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرنا تھا۔ مدینہ کی ریاست میں یہ اعلان ہوا کہ اصل حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حکمران اس کی شریعت کا نفاذ کرنے کے پابند ہیں۔ اس سے سیاست ذاتی خواہشات یا قبائلی تعصب کے بجائے الٰہی اصولوں کے تحت چلنے لگی۔

2. عدل و انصاف کا قیام

عدل و انصاف عہد نبوی کی سیاست کا بنیادی ستون تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
"تم سے پہلے کی قومیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ اگر ان میں کوئی بڑا شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اسے سزا دیتے۔" (بخاری)
آپ ﷺ نے ہر معاملے میں انصاف قائم کیا، خواہ وہ کسی قریبی یا اجنبی سے متعلق ہو۔ سیاست میں عدل قائم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ کوئی شخص قانون سے بالاتر نہ ہو۔

3. مشاورت اور شورائیت

رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کو لازم سمجھا۔ قرآن میں ارشاد ہے: "وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ" (الشوریٰ: 38)۔ جنگ بدر، جنگ احد اور خندق جیسے بڑے معاملات میں آپ ﷺ نے صحابہ سے مشاورت کی۔ اس سے یہ اصول قائم ہوا کہ سیاست کا نظام فرد واحد کی آمریت پر نہیں بلکہ اجتماعی مشاورت پر ہونا چاہیے۔

4. مساوات اور برابری

سیاست نبوی کی ایک انقلابی خصوصیت مساوات تھی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "تمام انسان آدم کی اولاد ہیں، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں، سوائے تقویٰ کے۔" اس اعلان نے سیاست میں طبقاتی فرق کو ختم کر دیا اور معاشرتی مساوات قائم کی۔

5. حقوق و فرائض کی وضاحت

عہد نبوی کی سیاست میں ہر فرد کے حقوق اور فرائض واضح طور پر بیان کیے گئے۔ دستور مدینہ میں یہودیوں، مسلمانوں اور دیگر گروہوں کے حقوق اور ذمہ داریاں تحریری طور پر متعین کی گئیں۔ یہ دنیا کا پہلا تحریری معاہدہ تھا جس نے سیاست میں واضح حدود مقرر کیں۔

6. امن و معاہدات

رسول اکرم ﷺ نے سیاست میں امن قائم کرنے کو اولین ترجیح دی۔ صلح حدیبیہ اس بات کی بہترین مثال ہے کہ آپ ﷺ نے وقتی طور پر بظاہر سخت شرائط قبول کر کے امن کو ترجیح دی تاکہ اسلام کے پیغام کی دعوت امن کے ماحول میں عام ہو سکے۔ سیاست میں یہ اصول دیا گیا کہ جنگ آخری راستہ ہے جبکہ امن اور معاہدات کو ہر ممکن حد تک ترجیح دینی چاہیے۔

7. خدمت خلق اور رعایا کی بھلائی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی رعایا کے لیے بہترین ہو۔" (مسند احمد)
آپ ﷺ کی سیاست کا مقصد رعایا کی فلاح تھا۔ آپ ﷺ نے حکمران کو رعایا کا خادم قرار دیا اور ظلم و استحصال کی سخت مذمت کی۔

8. اخلاقیات اور دیانت

سیاست نبوی کی بنیاد اعلیٰ اخلاقی اصولوں پر تھی۔ وعدہ پورا کرنا، جھوٹ سے اجتناب، نرمی اختیار کرنا اور بدلہ لینے کے بجائے معاف کرنا آپ ﷺ کی سیاسی حکمت عملی تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی دینا اس بات کی بہترین مثال ہے کہ سیاست میں اخلاقیات کس قدر اہم ہیں۔

9. قانون کی بالادستی

عہد نبوی میں قانون قرآن و سنت پر مبنی تھا اور سب لوگ اس کے پابند تھے۔ کسی کو بھی قانون سے بالاتر نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہ اصول آج کے دور میں *"Rule of Law"* کے طور پر جانا جاتا ہے۔

10. اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ

دستور مدینہ اور نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدے میں اقلیتوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اپنے جان و مال کی حفاظت کی ضمانت دی گئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیاست نبوی میں اقلیتوں کے حقوق کو خصوصی اہمیت حاصل تھی۔

11. جہاد اور دفاعی حکمت عملی

عہد نبوی کی سیاست میں جہاد کا مقصد صرف دفاع اور ظلم کے نظام کو ختم کرنا تھا۔ جارحانہ جنگ کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ صرف اس وقت جہاد کیا گیا جب دشمن نے حملہ کیا یا ظلم کی انتہا کی۔ اس سے سیاست میں طاقت کے استعمال کا ایک منصفانہ اصول قائم ہوا۔

عہد نبوی کے سیاسی اقدامات کی نمایاں مثالیں

1. دستور مدینہ

یہ دنیا کا پہلا تحریری آئین تھا جس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان امن، عدل اور مشترکہ دفاع کے اصول طے کیے گئے۔ اس دستور نے مدینہ کو ایک منظم ریاست میں بدل دیا۔

2. صلح حدیبیہ

یہ معاہدہ بظاہر مسلمانوں کے لیے سخت شرائط پر مبنی تھا لیکن اس کے نتیجے میں اسلام کو امن کا ماحول ملا اور اسلام تیزی سے پھیل گیا۔ یہ سیاسی بصیرت کی بہترین مثال ہے۔

3. مواخات مدینہ

مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کر کے آپ ﷺ نے سماجی اور سیاسی یکجہتی کو فروغ دیا۔ یہ اقدام سیاست میں اتحاد اور یکجہتی کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

4. فتح مکہ پر عام معافی

جب آپ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ یہ سیاسی تدبر اور اعلیٰ اخلاقی قیادت کی مثال ہے۔

عہد نبوی کی سیاست کے سماجی اثرات

1. معاشرے میں عدل و انصاف قائم ہوا۔
2. مذہبی رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی فروغ پائی۔
3. کمزور اور مظلوم طبقات کو تحفظ ملا۔
4. ریاست مضبوط اور منظم ہوئی۔
5. سیاست کو خدمت اور امانت کا درجہ ملا، نہ کہ ذاتی مفاد یا طاقت کا کھیل۔

عہد نبوی کے اصولوں کی عصری اہمیت

آج کے دور میں جب سیاست زیادہ تر طاقت، دولت اور ذاتی مفادات پر مبنی ہو چکی ہے، عہد نبوی کی سیاست کاری کے اصول ہمارے لیے بہترین رہنمائی

فراہم کرتے ہیں۔ اگر حکمران عدل، مشاورت، مساوات، خدمت خلق، قانون کی بالادستی اور اقلیتوں کے تحفظ جیسے اصول اپنالیں تو دنیا میں حقیقی امن اور خوشحالی قائم ہو سکتی ہے۔

نتیجہ

عہد نبوی کی سیاست کاری انسانی تاریخ میں ایک انقلابی مثال ہے جس نے سیاست کو ظلم، جبر اور ذاتی مفاد کے بجائے عدل، مساوات، خدمت اور امن پر قائم کیا۔ دستور مدینہ، صلح حدیبیہ، مواخات مدینہ اور فتح مکہ کے واقعات اس بات کے روشن ثبوت ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی سیاست ایک کامل اور جامع نظام تھی۔ آج بھی اگر سیاست انہی اصولوں پر قائم کی جائے تو دنیا میں عدل و امن قائم ہو سکتا ہے اور معاشرے حقیقی فلاح و بہبود کی طرف گامزن ہو سکتے ہیں۔